وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾

گناہوں کے باعث ان پر ہلاکت ڈالی[1] اور پھر ہلاکت کو عام کر دیا اور اس بستی کو برابر کر دیا۔[2] (۱۴)
وہ نہیں ڈرتا اس کے تباہ کن انجام سے۔[3] (۱۵)

سُوْرَةُ اللَّيْلِ

سورۂ لیل مکی ہے اور اس میں اکیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ﴿۱﴾

قسم ہے رات کی جب چھا جائے۔[4] (۱)

وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ﴿۲﴾

اور قسم ہے دن کی جب روشن ہو۔[5] (۲)

وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ﴿۳﴾

اور قسم ہے اس ذات کی جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا۔[6] (۳)

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴿۴﴾

یقیناً تمہاری کوشش مختلف قسم کی ہے۔[7] (۴)

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ﴿۵﴾

جس نے دیا (اللہ کی راہ میں) اور ڈرا (اپنے رب سے)[8] (۵)

---

(۱) دَمْدَمَ عَلَيْهِمْ 'ان کو ہلاک کر دیا اور ان پر سخت عذاب نازل کیا۔

(۲) عام کر دیا' یعنی اس عذاب میں سب کو برابر کر دیا' کسی کو نہیں چھوڑا' چھوٹا بڑا' سب کو نیست و نابود کر دیا گیا۔ یا زمین کو ان پر برابر کر دیا یعنی سب کو تہ خاک کر دیا۔

(۳) یعنی اللہ تعالیٰ کو یہ ڈر نہیں ہے کہ اس نے انہیں سزا دی ہے کہ کوئی بڑی طاقت اس کا اس سے بدلہ لے گی۔ وہ انجام سے بے خوف ہے کیوں کہ کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو اس سے بڑھ کر یا اس کے برابر ہی ہو' جو اس سے انتقام لینے کی قدرت رکھتی ہو۔

(۴) یعنی افق پر چھا جائے جس سے دن کی روشنی ختم اور اندھیرا ہو جائے۔

(۵) یعنی رات کا اندھیرا ختم اور دن کا اجالا پھیل جائے۔

(۶) یہ اللہ نے اپنی قسم کھائی' کیوں کہ مرد و عورت دونوں کا خالق اللہ ہی ہے مَا موصولہ ہے۔ بمعنی الَّذِي۔

(۷) یعنی کوئی اچھے عمل کرتا ہے' جس کا صلہ جنت ہے اور کوئی برے عمل کرتا ہے جس کا بدلہ جہنم ہے۔ یہ جواب قسم ہے شَتّٰى، شَتِيْتٌ کی جمع ہے' جیسے مَرِيْضٌ کی جمع مَرْضٰى۔

(۸) یعنی خیر کے کاموں میں خرچ کرے گا اور محارم سے بچے گا۔

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶
اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا۔[1] (۶)

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷
تو ہم بھی اسکو آسان راستے کی سہولت دیں گے۔[2] (۷)

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝۸
لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی۔[3] (۸)

وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝۹
اور نیک بات کی تکذیب کی۔[4] (۹)

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝۱۰
تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کے سامان میسر کر دیں گے۔[5] (۱۰)

وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝۱۱
اس کا مال اسے (اوندھا) گرنے کے وقت کچھ کام نہ آئے گا۔[6] (۱۱)

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝۱۲
بیشک راہ دکھا دینا ہمارے ذمہ ہے۔[7] (۱۲)

---

(۱) یا اچھے صلے کی تصدیق کرے گا' یعنی اس بات پر یقین رکھے گا کہ انفاق اور تقویٰ کا اللہ کی طرف سے عمدہ صلہ ملے گا۔

(۲) یُسْرٰی کا مطلب نیکی اور اَلْخَصْلَةُ الْحُسْنٰی ہے۔ یعنی ہم اس کو نیکی و اطاعت کی توفیق دیتے اور ان کو اس کے لیے آسان کر دیتے ہیں۔ مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے' جنہوں نے چھ غلام آزاد کیے' جنہیں اہل مکہ مسلمان ہونے کی وجہ سے سخت اذیت دیتے تھے۔ (فتح القدیر)

(۳) یعنی اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرے گا اور اللہ کے حکم سے بے پرواہی' کرے گا۔

(۴) یا آخرت کی جزا اور حساب کتاب کا انکار کرے گا۔

(۵) عُسْرٰی (تنگی) سے مراد کفرو معصیت اور طریق شر ہے۔ یعنی ہم اس کے لیے نافرمانی کا راستہ آسان کر دیں گے' جس سے اس کے لیے خیرو سعادت کے راستے مشکل ہو جائیں گے۔ قرآن مجید میں یہ مضمون کئی جگہ بیان کیا گیا ہے کہ جو خیرو رشد کا راستہ اپناتا ہے' اس کے صلے میں اللہ اسے خیر کی توفیق سے نوازتا ہے اور جو شرو معصیت کو اختیار کرتا ہے' اللہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور یہ اس تقدیر کے مطابق ہی ہوتا ہے جو اللہ نے اپنے علم سے لکھ رکھی ہے۔ (ابن کثیر) یہ مضمون حدیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم عمل کرو' ہر شخص جس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے' وہ اس کے لیے آسان کر دیا جاتا ہے' جو اہل سعادت سے ہوتا ہے' اسے اہل سعادت والے عمل کی توفیق دے دی جاتی ہے اور جو اہل شقاوت سے ہوتا ہے' اس کے لیے اہل شقاوت والے عمل آسان کر دیئے جاتے ہیں"۔ (صحیح البخاری' تفسیر سورۃ اللیل)

(۶) یعنی جب جہنم میں گرے گا تو یہ مال' جسے وہ خرچ نہیں کرتا تھا' کچھ کام نہ آئے گا۔

(۷) یعنی حلال اور حرام' خیر اور شر' ہدایت اور ضلالت کو واضح اور بیان کرنا ہمارے ذمے ہے۔ (جو کہ ہم نے کر دیا ہے)

وَاِنَّ لَنَا لَلۡاٰخِرَةَ وَالۡاُوۡلٰی ﴿۱۳﴾
اور ہمارے ہی ہاتھ آخرت اور دنیا ہے۔[1] (۱۳)

فَاَنۡذَرۡتُکُمۡ نَارًا تَلَظّٰی ﴿۱۴﴾
میں نے تو تمہیں شعلے مارتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا ہے۔ (۱۴)

لَا یَصۡلٰىهَاۤ اِلَّا الۡاَشۡقَی ﴿۱۵﴾
جس میں صرف وہی بدبخت داخل ہو گا۔ (۱۵)

الَّذِیۡ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ﴿۱۶﴾
جس نے جھٹلایا اور (اس کی پیروی سے) منہ پھیر لیا۔[2] (۱۶)

وَسَیُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقَی ﴿۱۷﴾
اور اس سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہو گا۔[3] (۱۷)

الَّذِیۡ یُؤۡتِیۡ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی ﴿۱۸﴾
جو پاکی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہے۔[4] (۱۸)

وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَهٗ مِنۡ نِّعۡمَةٍ تُجۡزٰۤی ﴿۱۹﴾
کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہو۔[5] (۱۹)

اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِ الۡاَعۡلٰی ﴿۲۰﴾
بلکہ صرف اپنے پروردگار بزرگ و بلند کی رضا چاہنے کے لیے۔[6] (۲۰)

---

(۱) یعنی دونوں کے مالک ہم ہی ہیں، ان میں جس طرح چاہیں تصرف کریں اس لیے ان دونوں کے یا ان میں سے کسی ایک کے طالب ہم سے ہی مانگیں کیوں کہ ہر طالب کو ہم ہی اپنی مشیت کے مطابق دیتے ہیں۔

(۲) اس آیت سے مرجئہ فرقے نے (جو ایک باطل فرقہ گزرا ہے) استدلال کیا ہے کہ جہنم میں صرف کافر ہی جائیں گے۔ کوئی مسلمان چاہے کتنا ہی گناہ گار ہو، وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ لیکن یہ عقیدہ ان نصوص صریحہ کے خلاف ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے مسلمان بھی، جن کو اللہ تعالٰی کچھ سزا دینا چاہے گا، کچھ عرصے کے لیے جہنم میں جائیں گے، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ملائکہ اور دیگر صالحین کی شفاعت سے نکال لیے جائیں گے، یہاں حصر کے انداز میں جو کہا گیا ہے، اس کا مطلب ہے کہ جو لوگ پکے کافر اور نہایت بدبخت ہیں، جہنم دراصل ان ہی کے لیے بنائی گئی ہے، جس میں وہ لازمی اور حتمی طور پر اور ہمیشہ کے لیے داخل ہوں گے۔ اگر کچھ نافرمان قسم کے مسلمان جہنم میں جائیں گے تو وہ لازمی اور حتمی طور پر اور ہمیشہ کے لیے نہیں جائیں گے، بلکہ بطور سزا ان کا یہ دخول عارضی ہو گا۔ (فتح القدیر)

(۳) یعنی جہنم سے دور رہے گا اور جنت میں داخل ہو گا۔

(۴) یعنی جو اپنا مال اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرتا ہے تاکہ اس کا نفس بھی اور اس کا مال بھی پاک ہو جائے۔

(۵) یعنی بدلہ اتارنے کے لیے خرچ نہ کرتا ہو۔

(۶) بلکہ اخلاص سے اللہ کی رضا اور جنت میں اس کے دیدار کے لیے خرچ کرتا ہے۔

وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿٢١﴾

یقیناً وہ (اللہ بھی) عنقریب رضامند ہو جائے گا۔[1] (۲۱)

سُوْرَةُ الضُّحٰى

سورۂ ضحیٰ مکی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالضُّحٰى ﴿١﴾

قسم ہے چاشت کے وقت کی۔[2] (۱)

وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿٢﴾

اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے۔[3] (۲)

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿٣﴾

نہ تو تیرے رب نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ وہ بیزار ہو گیا ہے۔[4] (۳)

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿٤﴾

یقیناً تیرے لیے انجام آغاز سے بہتر ہو گا۔[5] (۴)

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿٥﴾

تجھے تیرا رب بہت جلد (انعام) دے گا اور تو راضی (و خوش) ہو جائے گا۔[6] (۵)

---

(۱) یا وہ راضی ہو جائے گا' یعنی جو شخص ان صفات کا حامل ہو گا' اللہ تعالیٰ اسے جنت کی نعمتیں اور عزت و شرف عطا فرمائے گا' جس سے وہ راضی ہو جائے گا۔ اکثر مفسرین نے کہا ہے بلکہ بعض نے اجماع تک نقل کیا ہے کہ یہ آیات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ تاہم معنی و مفہوم کے اعتبار سے یہ عام ہیں' جو بھی ان صفات عالیہ سے متصف ہو گا' وہ بارگاہ الٰہی میں ان کا مصداق قرار پائے گا۔

☆- ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے دو تین راتیں آپ نے قیام نہیں فرمایا' ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) معلوم ہوتا ہے کہ تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے' دو تین راتوں سے میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ تیرے قریب نہیں آیا۔ جس پر اللہ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (صحیح البخاری' تفسیر سورۃ الضحیٰ) یہ عورت ابو لہب کی بیوی ام جمیل تھی۔ (فتح الباری)

(۲) چاشت (ضُحٰی) اس وقت کو کہتے ہیں' جب سورج بلند ہوتا ہے۔ یہاں مراد پورا دن ہے۔

(۳) سَجٰی کے معنی ہیں سَکَنَ' جب ساکن ہو جائے' یعنی جب اندھیرا مکمل چھا جائے' کیونکہ اس وقت ہر چیز ساکن ہو جاتی ہے۔

(۴) جیسا کہ کافر سمجھ رہے ہیں۔

(۵) یا آخرت دنیا سے بہتر ہے۔ دونوں مفہوم معانی کے اعتبار سے صحیح ہیں۔

(۶) اس سے دنیا کی فتوحات اور آخرت کا اجر و ثواب مراد ہے۔ اس میں وہ حق شفاعت بھی داخل ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو